Regd L. No 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ فائل نمبر ۲۰۰

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

تار کا پتہ:- الفضل لاہور

الفضل

لاہور

فی پرچہ ا؎

یوم - جمعہ ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۱۳۷۳ھ

جلد ۸/۴۳ ۲۱ ہجرت سنہ ۱۳۳۳ ہش - ۲۱ مئی سنہ ۱۹۵۴ء نمبر ۵۷

کولمبو کانفرنس میں پاکستان کے رویہ پر شاہ سعود کا اظہار تہنیت

کراچی ۲۰ رمئی - پاکستان نے کولمبو کانفرنس میں فلسطین اور عرب مسئلوں پر جو رویہ اختیار کیا تھا۔ شاہ سعود نے اس کا شکریہ ادا کیا ہے۔ پاکستان میں سعودی عرب کے سفیر نے وزیر اعظم مسٹر محمد علی کے نام شاہ سعود کی طرف سے ایک مراسلہ بھیجا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان نے کولمبو کانفرنس میں فلسطین اور عرب مسئلوں پر جو رویہ اختیار کیا تھا۔ وہ قدرتی تھا۔ اور اس سے اس عزم صمیم کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ پاکستان ہر جگہ اسلام کی حفاظت پر کمر بستہ رہنے کا عہد کر چکا ہے۔ شاہ سعود نے مسٹر محمد علی کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ہی ایشیائی ملکوں کا بھی جو اس کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ اور جنہوں نے مسٹر محمد علی کی قراردادوں سے اتفاق کیا تھا شکریہ ادا کیا ہے۔ اور وزیر اعظم سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ ان کا یہ پیغام کانفرنس میں شریک ہونے والے ممالک کو پہونچا دیں ؛

مجلس دستور ساز میں سرکاری ملازموں کی مدت ملازمت کے تحفظ کی دفعات منظور کر لی گئیں

صفائی کا موقعہ دیئے بغیر کسی سرکاری ملازم کی برطرفی معزولی اور تنزلی عمل میں نہیں لائی جا سکے گی

کراچی ۲۰ رمئی - آج مجلس دستور ساز میں بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی ان سفارشات پر غور شروع ہوا۔ جو سرکاری ملازموں کی مدت ملازمت کے تحفظ کے متعلق ہیں۔ اسمبلی میں یہ دفعہ منظور کر لی گئی۔ کہ کسی سرکاری ملازم کی اس وقت تک ملازمت سے برطرفی علیحدگی اور تنزلی عمل میں نہیں لائی جا سکتی۔ جب تک اس کارروائی کے سلسلہ میں جو اس کے خلاف کی جا رہی ہو اسے اپنی صفائی کا موقعہ نہیں دے دیا جاتا۔ البتہ اگر کسی تعزیری جرم کی سزا کی بنا پر اس کی برخواستگی معزولی یا تنزلی عمل میں لائی جائے۔ تب اس دفعہ کا اطلاق نہیں ہوگا۔ نیز اس صورت میں بھی اس دفعہ کا اطلاق نہیں ہوگا۔ اگر کارروائی کرنے والے افسر کو یہ یقین ہو جائے۔ کہ ملازم کو صفائی کا موقعہ دینا عملی طور پر ممکن نہیں ہے۔ لیکن اس صورت میں اس افسر کو تحریری طور پر حکومت کو مطلع کرنا پڑے گا کہ صفائی کا موقعہ دینا عملی طور پر کیوں ممکن نہیں ہے۔ اسمبلی میں مسٹر پرہوں کی مندرجہ بالا ترمیم منظور کر لی گئی۔ اور بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی وہ سفارش مسترد کر دی گئی۔ جس میں کہا گیا تھا کہ اگر برطرف کرنے والا افسر یہ دیکھے کہ ملازم کو صفائی کا موقعہ دینا مملکت کی سلامتی کے لئے مفید نہیں ہوگا۔ تو اس صورت میں وہ صفائی کا موقعہ دیئے بغیر ملازم کو برطرف کر سکے گا ؛

ایوان نے کمیٹی کی یہ سفارشات بھی منظور کر لیں کہ سرکاری ملازمین کی مدت ملازمت اور شرائط میں اس وقت تک ایسی کوئی تبدیلی عمل میں نہیں لائی جائے گی جو ان کے مفاد کے خلاف ہو جب تک ملک کے ہنگامی حالات کے پیش نظر پورے طبقہ کے لئے ایسا کرنا ضروری نہ ہو ؛

نارائن گنج کے فسادات کی تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کرنے کی تجویز پر غور و خوض

چار سو ہلاک شدگان میں پچیس عورتیں اور نو بچے بھی شامل ہیں

ڈھاکہ ۲۰ رمئی - مشرقی بنگال کی کابینہ نے کل رات نارائن گنج کے فسادات کی تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کرنے کے بارہ میں غور کیا۔ اجلاس کے بعد وزیر اعلیٰ مسٹر اے کے فضل الحق نے بتایا کہ مجوزہ کمیشن پولیس کی تفتیش میں دخل نہیں دے گا۔ کل مسٹر فضل الحق وزرائے اعلیٰ کی کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے کراچی روانہ ہو رہے ہیں۔ کل شام انہوں نے ڈھاکہ میں ایک عام جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے عوام کو یقین دلایا کہ نارائن گنج کے فسادات میں جن لوگوں کا ہاتھ ہوگا۔ ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی آپ نے کہا صوبائی حکومت ان ہنگاموں کا حقیقی سبب معلوم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی اور مجرموں کے خلاف سخت کارروائی کرے گی۔

کل رات ڈھاکہ سے ایک سرکاری اعلان جاری ہوا جس میں کہا گیا ہے کہ آدم جی جیوٹ ملز کے فساد زدہ علاقہ نارائن گنج اور ڈھاکہ میں حالات پرسکون ہیں۔ جن لوگوں کو ان ہنگاموں میں اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے ان کو دفن کر دیا گیا ہے۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ہلاک شدگان کی تعداد ۴۰۰ کے قریب ہے۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو ہسپتال جا کر فوت ہو گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں ۲۵ عورتیں اور نو بچے بھی شامل ہیں۔ اعلان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ یقین کرنے کی کافی وجوہ موجود ہیں کہ اس حادثہ میں فریقین کو بھاری جانی اور مالی نقصان برداشت کرنا پڑا ہے ؛

ڈین بن فو سے زخمی سپاہی نکالے جا رہے ہیں

ہنوئی ۲۰ رمئی - فرانس نے ڈین بن فو سے اپنے زخمی سپاہی نکالنے کا کام جاری رکھا ہوا ہے۔ آج ایک سو بیس مزید قیدی ڈین بن فو سے ہنوئی لائے جائیں گے۔ ۴۴ قیدی کل لائے گئے تھے۔ کل تک کل ایک سو چودہ زخمی ہنوئی پہنچ چکے تھے۔ زخمی سپاہیوں کو نکالنے کے لئے چار ہیلی کوپٹر اور پانچ ہوائی جہاز مصروف عمل ہیں آج ہنوئی میں فرانسیسی کمان کے اعلیٰ افسروں کا ایک اجلاس ہوا جس میں ہند چینی کی موجودہ صورت حال پر غور کیا گیا۔

مسٹر یوشیدا پاکستان آئیں گے

ٹوکیو ۲۰ رمئی - جاپان کے وزیر اعظم مسٹر یوشیدا جولائی کے تیسرے ہفتے میں عالمی دورہ کرتے ہوئے پاکستان آئیں گے۔ کراچی سے وہ نئی دہلی بنکاک اور سنگاپور جائیں گے ؛

لیگ پارلیمنٹری پارٹی کے اجلاس

کراچی ۲۰ رمئی - آج کراچی میں مسلم لیگ پارلیمنٹری پارٹی کے دو اجلاس ہوئے۔ پہلا اجلاس دستور ساز اسمبلی کے اجلاس سے پیشتر ہوا جس میں بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی سفارشات پر غور کیا گیا۔ دوسرا جلسہ اسمبلی کے اجلاس کے بعد ہوا جس میں نارائن گنج کے بلووں پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ پارٹی اس بارہ میں اپنے رویہ کا مکمل اظہار وزیر محنت ڈاکٹر عبد المطلب مالک کی رپورٹ سننے کے بعد کرے گی۔ ڈاکٹر مالک آج رات ڈھاکہ سے کراچی پہونچ رہے ہیں۔ پارٹی کا آئندہ اجلاس کل صبح ساڑھے دس بجے ہوگا۔ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کا آئندہ اجلاس منگل کے روز ہوگا جس کی صدارت مولوی تمیز الدین خاں کریں گے ؛

صوبہ جموں میں پرجا پریشد اور نیشنل کانفرنس کے کارکنوں میں جھڑپ

سرینگر ۲۰ رمئی - جموں کے شہر نوشہرہ میں پرجا پریشد اور نیشنل کانفرنس کے کارکنوں میں انتخابات کے سلسلہ میں جھڑپ ہو گئی۔ جس کے سلسلہ میں پرجا پریشد کے آفس سیکرٹری کو گرفتار کر لیا گیا۔ ورنا نگر میں پرجا پریشد نے بخشی حکومت کے غیر جمہوری رویہ کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے جلوس نکالا۔ اس پر وہاں دفعہ ایک سو چوالیس نافذ کر دی گئی۔ راجوری میں بھی ہڑتال اور جلوس نکالے گئے۔ پرجا پریشد کا دعوے ہے کہ اس نے نوشہرہ کے لوکل باڈیز کے انتخابات میں سات میں سے چھ نشستیں جیت لی ہیں

لاہور کا موسم

لاہور ۲۰ رمئی - آج لاہور کا زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۱۲۳٫۶ اور کم سے کم درجہ حرارت ۷۵٫۴ تھا۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے انتصاف پریس میں طبع کرا کر دفتر الفضل ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر

اِسْتَبِقُوا الْخَیْرَات

احباب کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۱۔ تحریک جدید کے سال رواں کے چندوں کا اعلان چونکہ نومبر ۱۹۵۳ء کے آخر میں ہوا تھا۔ آپ کو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعوت پر لبیک کہے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ ہوگیا ہے۔ اس عرصہ میں حساب کی رو سے وعدوں کی رقم کا نصف تو ضرور ہی وصول ہو جانا چاہیئے تھا لیکن افسوس ہے کہ وصولی اس سے بہت کم ہوئی ہے۔ اس کی فوری تلافی ازبس ضروری ہے۔ ورنہ کام میں رکاوٹ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

۲۔ وطن سے کالے کوسوں دور مبلغین اسلام کے کم از کم اخراجات کا بروقت بھیجنا ایسی ذمہ داری ہے جس کا ادا کرنا مرکز اور احباب دونوں کا فرض ہے۔ اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے وکالت مال آپ کا عملی تعاون چاہتی ہے۔

۳۔ زمیندار احباب سے جو اس وقت فصل کی برداشت میں مصروف ہیں گذارش ہے کہ وہ حکم ربانی وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ کی تعمیل میں اپنے چندے خرمن سمیٹنے سے پہلے سو فیصدی ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث ہوں۔

۴۔ رمضان شریف کے مبارک ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انفاق فی سبیل اللہ میں معمول سے بہت زیادہ تیز ہو جایا کرتے تھے۔ حضور کی اقتداء میں ہر مخلص و صاحب دل کا فرض ہے کہ وہ بھی اس ماہ مبارک میں اپنی انتہائی قربانی پیش کرے۔

۵۔ ۲۹ر رمضان تک جو احباب اپنے وعدے سو فی صدی ادا کر دیں گے۔ ان کے نام حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور پیش کئے جاویں گے۔ سو آپ کوشش فرمائیں کہ آپ کا نام ان مخلصین کی فہرست میں آجائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔ آپ کی قربانیاں قبول ہوں اور ان کے نتیجے میں حقیقی عید نصیب ہو۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

"پیدا کریں"

آ کہ ان آنکھوں سے اک سیلِ رواں پیدا کریں
چادرِ انجم بچھائیں، کہکشاں پیدا کریں

آہِ صبح خیز کی تاثیر سے، سوزِ دروں
کارواں در کارواں در کارواں پیدا کریں

عشق کے محمل میں پوشیدہ ہے پیمانِ سبیل
اک نیا صحرا اپنے صاحب دلاں پیدا کریں

اک جنونِ بے عمل آئینِ درویشی نہیں
ہر قدم پر کعبہ و دارالاماں پیدا کریں

ہر تمنا کی گود میں ڈھونڈیں شعارِ زندگی
پستیوں میں سے فرازِ آسماں پیدا کریں

مرغِ بے پر کو نیا ذوقِ پرِ پرواز دیں
اور پریشانیوں میں رفعتِ پرنیاں پیدا کریں

قطرۂ بے مایہ سے اک موجِ بحرِ بیکراں
ذرۂ ناچیز سے کوہِ گراں پیدا کریں

تیزیٔ موج و ہوائے تند تنہا کچھ نہیں
ہر تلاطم میں ترنم زائیاں پیدا کریں

وارداتیں ہیں انہیں قیدِ تکلم میں نہ ڈال
آ کہ عینِ خامشی میں اک زباں پیدا کر

(مرزا حنیف احمد)

دعائے مغفرت

عزیزم محمد شریف صاحب موضع احمد نگر ضلع جھنگ کی اہلیہ صاحبہ بوجہ ٹائیفائڈ قریباً پندرہ یوم بیمار رہ کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ان کے بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ (مرزا محمد اکرم)

مجالس خدام الاحمدیہ کے تمام عہدیداروں اور خدام کی خدمت میں ایک ضروری اپیل

برادران:۔ آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ ماہنامہ خالد دستور اساسی کے قاعدہ ۱۵۸ و شوریٰ خدام الاحمدیہ کے متفقہ فیصلہ کے تحت جاری کیا گیا ہے۔ لہذا اس کے اجراء میں آپ سب کا حصہ ہے اس لئے اب ہم میں سے ہر ایک پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اس رسالہ کو ہر طرح سے کامیاب بنایا جائے۔ اور مالی لحاظ سے کسی خارجی امداد کا محتاج نہ رہے۔ وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اس کا خریدار ہو نیز جماعت کے دوسرے ذی استطاعت اور نوجوانوں کے کاموں میں دلچسپی رکھنے والے اصحاب کی معین تعداد کو خریدار بنانے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے۔ اور اس کی اطلاع اپنی مجلس کے توسط سے مرکز میں دے۔ تا ہم عملی طور پر ثابت کریں کہ ہم خدام کسی کام کو شروع کر کے اس کی سرانجام دہی سے غافل نہیں ہو جاتے بلکہ حتی المقدور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس کی کامیابی اور ترقی کے لئے کوشاں رہتے ہیں علاوہ ازیں تمام قائدین حضرات کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ اپنی ماہوار مساعی رپورٹوں میں خالد سے متعلقہ مساعی کا بھی ذکر فرمایا کریں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

فِدیۂ رمضان

مندرجہ ذیل اصحاب نے فدیہ صیام کے طور پر جو رقوم اسوقت تک بھیجی ہیں اخبار میں درج کی جاتی ہیں تا ان کو رسید پہنچ جائے اور احباب کرام ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے فدیہ کو قبول فرمائے اور انہیں اپنی چادر ستاری میں چھپا لے اور اسوقت جو عذر ان کو روزہ رکھنے میں ہیں انہیں اگلے سال دور فرما کر انکو خود روزے رکھنے کی توفیق بخشے (افسر لنگر خانہ)

(۱) مکرم حافظ احمد دین صاحب ڈنگہ -/-/۱۲
(۲) ” چوہدری محمد حسین صاحب دنواں شہر ملتان -/-/۲۰
(۳) ” ملک امام دین صاحب در گلاب دین صاحب کراچی -/-/۲۰
(۴) ” چوہدری عبدالعزیز صاحب اوکاڑہ -/-/۲۵
(۵) ” خانصاحب منشی برکت علی صاحب ربوہ -/-/۲۰
(۶) ” ڈاکٹر لعل محمد صاحب بہاولپور -/-/۱۵
(۷) مکرم چوہدری عطا محمد صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار ربوہ -/-/۳۰
(۸) ” ڈاکٹر اقبال احمد صاحب مظفرگڑھ -/-/۲۵
(۹) ” والدہ عبدالحمید صاحب راولپنڈی -/-/۱۲
(۱۰) ” منیر احمد صاحب دار العثمان بلڈنگ کراچی -/-/۳۰
(۱۱) ” فضل احمد صاحب کریم نگر فارم۔ سندھ -/-/۲۰
(۱۲) ” ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب اوکاڑہ -/-/۲۰
(۱۳) ” ملک شیر بہادر خانصاحب خوشاب -/-/۱۵
(۱۴) مکرم محمد سعید صاحب ہیرآباد حیدرآباد سندھ -/-/۳۰
(۱۵) ” ڈاکٹر کیپٹن محمد رمضان صاحب ربوہ -/-/۱۵
(۱۶) ” قاضی عطاء اللہ صاحب ۲ ڈیرس روڈ لاہور -/-/۲۵
(۱۷) ” محترمہ سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ ربوہ -/-/۲۰
(۱۸) ” محمد یوسف صاحب داہلیہ سکھر سکھر -/-/۵۰
(۱۹) محترمہ نذیر بیگم صاحبہ سیالکوٹ -/-/۲۰
(۲۰) مکرم سید غلام حسین شاہ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھلوال -/۸/۱۲
(۲۱) مکرم چوہدری غلام رسول صاحب ڈگری سندھ -/-/۱۵
(۲۲) ” علم دین صاحب جاکھے دسیالکوٹ -/-/۱۰
(۲۳) ” محمد علی صاحب الزراعی چک ۲۳ ضلع ملتان -/-/۲۵
(۲۴) ” چوہدری عبداللہ خان صاحب کراچی -/-/۲۰
(۲۵) ” جناب شریف احمد صاحب ایگزیکٹو انجینئر D-I-Khan -/-/۱۵

روزنامہ الفضل لاہور مورخہ ۱۲ ہجرت ۱۳۳۳ ہش

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۵۴ء

انسدادِ فسادات

پاکستان کے وزیر اعظم جناب محمد علی نے مشرقی بنگال کے ایک بیان میں آدم جی جیوٹ ملز کے فسادات کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ ان ہنگاموں میں کمیونسٹوں اور پاکستان کے دوسرے دشمن عناصر کا ہاتھ ہے۔ اور حکومت پاکستان اس ناپاک سازش کو کچلنے کا ارادہ کر چکی ہے۔

ہر حکومت کا نہ صرف حق بلکہ فرض ہے۔ کہ وہ ملک میں فسادات نہ ہونے دے۔ اور ان کے استیصال کے لئے ہر مؤثر اقدام کرے۔ ورنہ کوئی حکومت حکومت نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ حکومت کا بنیادی اور اولین فرض ہی ملک میں امن وامان قائم رکھنا اور ملک کے ہر شہری کے جان ومال کی حفاظت کرنا ہے۔ جو حکومت اپنے اس اولین فرض کو کما حقہٗ ادا نہیں کرتی۔ وہ ملک کے لئے رحمت کی بجائے زحمت ہے۔ اور جتنی جلد ہو سکے۔ ایسی حکومت کو خود ہی معزول ہو جانا چاہیئے۔ اس لئے پاکستان کے وزیر اعظم کا یہ کہنا کہ ہم اس ناپاک سازش کو جس کی وجہ سے ملک میں فسادات ہوئے ہیں کچل دیں گے۔ حق بجانب ہے۔ اور اس پر کسی کو جائے اعتراض ہو سکتی ہے اور نہ اختلاف۔

البتہ حکومت کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ ان وجوہات و اسباب کا پوری پوری طرح کھوج لگائے۔ جن کی بنا پر فسادات ہوئے۔ اور ایسا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ اور ان وجوہات و اسباب کا تعین کرنے کے بعد ان کی جڑ اکھاڑنے کی انتہائی کوشش کرے۔

جہاں تک وزیر اعظم کے بیان سے واضح ہوتا ہے۔ مشرقی بنگال کے حالیہ فسادات کی وجہ کمیونسٹوں اور ملک کے دیگر دشمنوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ اور جب تک اس کے برخلاف فی الواقعہ ثابت نہ ہو۔ کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ہم اس پر اعتبار نہ کریں۔ کیونکہ جو لوگ ملک میں فسادات کرتے ہیں۔ وہ یقیناً ملک کے دشمن ہوتے ہیں۔ اور کوئی ملک کا بہی خواہ خواہ اس کو بعض باتوں سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ کبھی ایسے کام میں حصہ نہیں لے سکتا۔ جس کا نتیجہ ملک کی تباہی کے سوا کچھ نہیں نکل سکتا۔

ملک میں ملک کے دشمن عناصر موجود ہیں۔ اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔ ایسے عناصر ملک کا اندرونی امن برباد کر کے نہ صرف اس کی ترقی میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ بلکہ اس کو اتنا کمزور کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ کسی بیرونی طاقت کے حملہ کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ رہے۔

موجودہ معاملہ میں یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ جس کسی کا ہاتھ ان فسادات کو ہوا دینے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس کے پیش نظر ملکی صنعت کو تباہ کرنا ہے۔ اور عوام میں بے اطمینانی پھیلا کر حکومت کے وقار کو ان کے دلوں سے زائل کرنا ہے۔

اس ضمن میں اس کے متعلق دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ کہ خواہ فی الواقعہ فسادات نے کوئی صورت اختیار کر لی ہو۔ کمیونسٹوں کا ضرور اس سے تعلق ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے۔ کہ کمیونسٹوں کے نظریہ کی تکمیل کی عملی صورت جو وہ ہر جگہ استعمال کر رہے ہیں۔ یہی ہے۔ کہ ملک کے عوام میں بے اطمینانی پھیلا کر ہر وقت کشمکش جاری رکھی جائے۔ اور گاہ بگاہ بلکہ جب موقع ملے اور جس طرح بھی ہو۔ عوام کو اکسا کر فسادات برپا کرنے کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ ظاہر ہے کہ ایسے مواقع وہیں میسر آ سکتے ہیں۔ جہاں ایک بڑی تعداد میں مزدور کام کرتے ہوں۔ جن کو مزدوروں کی حکومت کا سنہری خواب دکھا کر نہایت آسانی سے بہکایا جا سکتا ہے۔ جو کمیونزم کا بنیادی ہتھیار ہے۔

اگرچہ انصاف و عدل کا تقاضا اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ جب تک کسی شخص یا گروہ کا جرم ثابت نہ ہو۔ اس وقت تک اس کو مجرم نہ گردانا جائے۔ اور ہمیں امید ہے کہ فسادات نرائن گنج کے متعلق جو تحقیقات ہو رہی ہے۔ وہ فسادات کی ذمہ داری کسی شخص یا فریق پر ڈالنے میں نہایت احتیاط سے کام کرے گی۔ لیکن کمیونسٹ اس ملک میں اور دوسرے ممالک میں جو پارٹ ادا کر رہے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگانا کہ جہاں فسادات ہوں۔ اس میں کمیونسٹوں کا ہاتھ ضرور ہوگا۔ خلاف توقع نہیں۔

جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کسی جماعت کا نظریہ ہی یہ ہے۔ کہ وہ متواتر فسادات کے ذریعہ عوام کو بڑے انقلاب کے لئے تیار کرے۔ تو یہ باور کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی ہے۔ کہ جب کہیں ملک میں فسادات ایسے حالات میں ہوں۔ جو کمیونسٹوں کے فساد انگیز طریقوں کے لئے سازگار ہوں۔ تو وہاں کمیونسٹوں نے خواہ مخفی طور سے ہی اپنا نظریاتی پارٹ ضرور ادا کیا ہوگا۔ اور حکومت کی دانشمندی ہوگی۔ کہ وہ فسادات کے اسباب کا کھوج لگانے کے لئے ان کا ضرور جائزہ لے۔ اور ان کی ذمہ داری کا تعین کرنے کے لئے پوری پوری کوشش کرے۔

اس سے ہم اس نتیجہ پر بھی پہنچتے ہیں۔ کہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف کمیونسٹوں کا جن کی اڈیالوجی میں فتنہ و فساد برپا کر کے پرولتاریہ کو ملک کے اقتدار پر قابض کرنا ہے۔ تمام دوسری ایسی جماعتوں کو بھی نظر انداز نہ کرے۔ جن کی اڈیالوجی کمیونسٹوں کی اڈیالوجی سے ملتی جلتی ہے۔ اور جن کا یہ خیال ہے۔ کہ حکومت کے خلاف بغاوت تک کرنا بعض مخصوص حالات میں بالکل جائز ہے۔ خواہ ایسی جماعتیں کمیونسٹوں کی طرح اپنی آئین پسندی کا اظہار کتنا ہی ڈھنڈورا پیٹیں۔ جو محض "پردہ اور فریب" ہے۔ جس کی اصل حقیقت عوام اور حکومت کو دھوکا دینے کے سوا کچھ نہیں۔

پھر حکومت کو چاہیئے۔ کہ وہ یہ کام محض عارضی فائدہ تک ہی جس کا تعلق حالیہ فسادات سے ہے۔ محدود نہ رکھے۔ اور محض اس معاملہ کو نپٹا کر خاموش ہو کر نہ بیٹھ جائے۔ بلکہ حکومت کو چاہیئے۔ کہ ایسے فسادات کا ہمیشہ کے لئے حتی الوسع سدباب کرنے کے لئے ایک مستقل تحقیقاتی مہم شروع کرے۔ اور تمام ایسے عناصر کی پوری پوری جانچ پڑتال کرے۔ اور اس کے کاروبار کا جائزہ لے۔ اور جہاں جہاں بیماری کے جراثیم نظر آئیں۔ ان کے ملیامیٹ کرنے کے لئے مؤثر ذرائع اختیار کرے۔

ایسے مستقل کام کے لئے پہلا قدم یہ ہونا چاہیئے۔ کہ تمام ایسے عناصر کے لٹریچر پر کڑی نگرانی رکھی جائے۔ مثلاً اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کہ ہم کمیونسٹوں کے بڑے بڑے لیڈروں کو سیفٹی ایکٹ وغیرہ کی دفعات کے ماتحت محض گرفتار کر لیں۔ یا انہیں نظر بند کر دیں۔ ایسا اقدام فوری علاج کے طور پر تو شاید کسی قدر مفید ہو۔ لیکن اس کا پائیدار نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ سکولوں اور کالجوں میں کمیونسٹک لٹریچر وسیع پیمانے پر طلباء کے درمیان پھیلایا جا رہا ہے۔ جو ان میں باغیانہ روح کی پرورش مستقلاً کرتا رہتا ہے۔

ہم نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ کہ جہاں تک کمیونزم کے اصول کا یہ حصہ ہے کہ دنیا کی نعمتوں میں ملک کے ہر شہری کا حق ہے۔ اور کوئی بشر بھوکا ننگا نہیں رہنا چاہیئے۔ قابل اعتراض نہیں لیکن اس مقصد کے حصول کے لئے کمیونزم نے جو طریق کار پیش کیا ہے۔ کہ پرولتاریہ بالجبر اقتدار پر قابض ہو جائے۔ نہایت مذموم ہے۔ اور باغیانہ ہے۔ مشکل یہ ہے۔ کہ تحریک کمیونزم کو اس حصہ سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہی حصہ ہے جو ماسکو کی رہنمائی میں طلباء اور مزدوروں میں عام کیا جاتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں باغیانہ خیالات کی پرورش کی جاتی ہے۔

ماسکو نہایت منظم طریقے سے اس قسم کا سستا لٹریچر نہایت وسیع پیمانے پر پاکستان میں نفوذ کر رہا ہے۔ اور حیرت ہے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ایسا کر رہا ہے۔ اور اس کا انسداد کرنے کے لئے جہاں تک ہمارا علم ہے۔ حکومت نے کوئی مؤثر اقدامات تا حال نہیں کئے۔ اور ایک کڑوے درخت کے پھلوں کو بار بار اتار کر تباہ کر دینے سے تو کوئی مستقل فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسے جڑ سے اکھاڑ کر نہ پھینکا جائے۔

ہم آخر میں پھر ایک دفعہ واضح کر دیتے ہیں۔ کہ ہمارا اس سے مقصد لٹریچر کے اس حصہ پر پابندی لگانے کا مطالبہ نہیں۔ جو علمی حیثیت رکھتا ہے۔ ایسا کرنے سے ہم ارتقائے حیات کے راستے مسدود کر دیں گے۔ بلکہ ہمارا مقصد صرف اس لٹریچر پر کڑی نگرانی سے ہے۔ جس کا مطلب

پشاور یونیورسٹی میں پروفیسروں ریڈروں اور سینئر لیکچراروں کی ضرورت

سات مختلف مضامین کے پروفیسروں آٹھ مختلف مضامین کے ریڈروں اور گیارہ مضامین کے سینئر لیکچراروں کی تقرری مقصود ہے۔ تنخواہ پروفیسر ۹۰۰ - ۵۰ - ۱۲۵۰ ریڈر ۶۰۰ - ۳۰ - ۹۰۰ - سینئر لیکچرار ۲۵۰ - ۲۵ - ۷۵۰ - الاؤنس گرانی و پراویڈنٹ فنڈ علاوہ۔ شرائط وغیرہ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو ڈان ۱۶ / ۵ / ۵۴ درخواستیں مع نقول سندات ۳۱ / ۵ / ۵۴ تک بنام رجسٹرار پشاور یونیورسٹی طلب کی گئی ہیں۔

خالی اسامیاں ٹی۔ ڈی۔ اے

سات مختلف درجات کی خالی آسامیوں کے لئے امیدواران کی درخواستیں ۳۱ / ۵ / ۵۴ تک بنام Superintending Engineer construction circle Thal Development authority jauharabad معرفت دفتر روزگار طلب کی گئی ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اخبار سول لاہور مورخہ ۱۵ / ۵ / ۵۴

(ناظر تعلیم وتربیت ربوہ)

عیسائیت میں حیاتِ مسیح کے عقیدہ کی اہمیت

محمد شفیع اشرف

(۲)

تثلیث اور الوہیت مسیح کے مسائل کی طرح عیسائیت کا ایک بنیادی مسئلہ کفّارہ ہے۔ اول تو خود اس کی بنیاد بھی الوہیت مسیح پر ہی ہے۔ کیونکہ مسیح کی بشریت میں تو یہ طاقت تسلیم نہیں کی جاتی۔ اور ویسے بھی اگر مسیح پر ہمیشہ کی موت ہی تصور کر لی جائے۔ تو پھر دوسروں کی نجات تو کجا خود اُس کی الوہیت سے بھی عیسائیوں کو ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ اور اُس کے ساتھ مسیح کی معصومیت کا بھی انکار لازماً کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ مسیح کی معصومیت کی بنیاد بھی یہی امر ہے۔

عیسائیوں کا مشہور پادری برکت اللہ اپنی کتاب "اسلام اور مسیحیت" کے صفحہ ۵۴ پر لکھتا ہے:۔

"مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا اس کے دعوے اور صفات سے مطابقت رکھتا ہے۔ جس کی خصلت اور طبیعت اور طرز زندگی بے نظیر ہیں۔ اس کی زندگی کا انجام بھی ضرور لاجواب ہوگا۔ ہم اپنی نسبت تو اقرار کرتے ہیں کہ ہم موت کے سزاوار ہیں۔ اس لئے کہ گنہگار ہیں۔ مگر مسیح گناہ سے بالکل الگ رہا۔ لہٰذا واجب ہے کہ موت اس پر نہ آئے۔"

ہمارے گزشتہ بیان کی سراسر تائید عیسائیوں کے مشہور پادری برکت اللہ صاحب نے اپنی اس کتاب یعنے اسلام اور مسیحیت کے صفحہ ۴۳ پر کی ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح کے جی اُٹھنے اور آج تک زندہ ہونے پر ایمان لانا ان کے لئے کتنا ضروری ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس ایک بات پر ایمان اور یقین نہ رکھا جائے۔ تو عیسائیوں کو اپنے سب عقیدے بدلنے پڑیں گے۔ اور انہیں اپنی زندگی کا کوئی نیا مطلب تلاش کرنے کی زحمت اٹھانا ہوگی۔ پادری صاحب لکھتے ہیں:۔

"مسیح کے جی اُٹھنے پر ایمان رکھنا ایک واقعہ پر ایمان رکھنا ہے یہ کسی مسئلہ پر ایمان رکھنے سے زیادہ اہم اور مشکل ہے زیادہ اہم اس وجہ سے کہ ایک ہی واقعہ سے سو مسئلے نکل سکتے ہیں۔ اور ایک ہی واقعہ کے سبب ہم کو شائد اپنے سب عقیدوں کو بدلنا اور اپنی زندگی کا نیا مطلب تلاش کرنا پڑے۔"

اسی طرح مقدس اتھینیس کا عقیدہ جس طرح کہ ہم پہلے درج کر چکے ہیں۔ اور جسے عیسائی لوگ اپنی روزانہ کی دعاؤں اور خوشی کی مختلف تقریبوں اور عیدوں اور مختلف اجتماعات وغیرہ میں پڑھتے اور گاتے ہیں اس کی دفعہ ۳۸ اور ۳۹ میں یوں مذکور ہے

"اور اس نے ہماری نجات کے واسطے دکھ اٹھایا۔ عالم ارواح میں اتر گیا۔ تیسرے دن مُردوں میں سے جی اٹھا۔ وہ آسمان پر چڑھ گیا۔ اور خدا قادر مطلق باپ کے دہنے بیٹھا ہے۔ وہاں سے وہ مُردوں اور زندوں کی عدالت کرنے کے لئے آنے والا ہے"

(دعائے عام صفحہ ۳۵)

اور اس عقیدہ کی اہمیت یہ ہے کہ اگر کوئی عیسائی سچے دل سے اس پر یقین اور اعتقاد نہ رکھے تو عیسائیت کی رو سے وہ شخص نجات حاصل نہیں کر سکے گا۔

پادری برکت اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"مسیح کے جی اُٹھنے پر ہمارے ایمان کی مضبوط اور چوڑی بنیاد ہے۔ پھر اگر مسیح جی اُٹھا ہے تو یہ واقعہ ہماری نجات سے بڑا تعلق رکھتا ہے۔ یہ رسولوں کے عقیدہ سے ظاہر ہے۔ ان کے نزدیک مسیح کی قیامت سے نہ صرف یہ مراد ہے کہ وہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہوا۔ بلکہ یہ بھی کہ وہ الٰہی جلالی اور قدرت تک سرفراز ہوا ..... اور پولوس رسول نے لکھا کہ ہمارے جی اُٹھے ہوئے خداوند میں الوہیت کی ساری معموری مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے۔ (کلسیوں ۲-۹) یاد رکھنا چاہیئے کہ رسول موصوف ہمیشہ جی اُٹھے ہوئے زندہ مسیح کا خیالی مدنظر رکھتا ہے۔ اور اسی کا ذکر کرتا ہے زندہ خداوند جو باپ کی دہنی طرف بیٹھا ہے۔ اور سب فرشتے اختیارات اور قدرتیں اس کے تابع کی گئی ہیں۔"

(۱-پطرس ۳/۲۲)

(اسلام اور مسیحیت صفحہ ۴۵)

عیسائیت میں حیاتِ مسیح کے عقیدہ کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ اناجیل کی رو سے اس کی دوسری آمد کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اور مسیح کی ایک اور بعثت کا ذکر ہے۔ بے شک اس سے مراد ان کا کوئی مثیل ہی ہے جس طرح خود ایلیا کی بجائے یوحنا آئے تھے لیکن عیسائیوں نے جو مسیح کو الوہیت تک کی صفات سے متصف مان چکے تھے۔ اور انہیں زندہ تسلیم کرتے تھے۔ انہوں نے اس کی زندگی کا مقصد ہی یہ خیال کیا کہ وہ دراصل اپنے وعدوں کی بناء پر خود ہی آئے گا۔ بلکہ اسکے زندہ رہنے میں حکمت ہی یہی مضمر ہے۔ چنانچہ مختلف اناجیل میں مسیح کی بعثت ثانی کا ذکر ہے۔ بعض پیشگوئیاں نہایت تفصیل کے ساتھ متی اور مرقس کی اناجیل میں ہیں۔ ان میں سے متی کے الفاظ میں ذیل کی پیشگوئی قابلِ غور ہے۔ اس پیشگوئی میں متی نے حضرت مسیحؑ کی زبان سے آخری زمانے کی تمام ترکیفیات زمینی اور آسمانی نشانات ظلمت و گمراہی کا غلبہ اور پھر اسکے ازالہ کا ذکر کیا ہے۔ اور بالکل اسی رنگ میں جس طرح اسلام میں ایک آنے والے کی خبر دی گئی ہے۔ یہاں بھی ایک آنے والے کا ذکر ہے۔ اور عیسائیوں کی بداعمالیوں کا ذکر کرنے کے بعد اور ان کے بگڑ جانے کی خبر دے کر اسی طرح تسلّی اور اطمینان دلایا ہے کہ ابن آدم پھر آئے گا۔ اور خدا کی بادشاہت کو قائم کر کے دین کو تمکنت اور شوکت عطا کریگا چنانچہ متی کی انجیل میں ہے کہ

"جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا۔ اس کے شاگرد الگ اس کے پاس آ کر کہا کہ ہم کو بتا کہ "یہ باتیں کب ہوں گی۔ اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں۔ اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار گھبرا نہ جانا۔ کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قوم قوم اور سلطنت سلطنت پر چڑھائی کریگی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے۔ اور بھونچال آئیں گے۔ لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہونگی اس وقت لوگ تم کو ایذا دینے کے لئے پکڑوائیں گے۔ اور تم کو قتل کریں گے۔ اور میرے نام کی خاطر سب قومیں تم سے عداوت رکھیں گی اور اس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائیں گے۔ اور ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے۔ اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے۔ اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہونگے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔ اور بے دینی بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ مگر جو آخر تک برداشت کرے گا۔ وہ نجات پائے گا۔ اور بادشاہی کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی۔ تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو۔ تب خاتمہ ہوگا۔ پس جب تم اس اجڑنے والی مکروہ چیز کو جس کا ذکر دانی ایل نبی کی معرفت ہوا۔ مقدس مقام میں کھڑا ہوا دیکھو۔ (پڑھنے والا سمجھ لے) تو جو یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں جو کوٹھے پر ہوں وہ اپنے گھر کا اسباب لینے کو نیچے نہ اترے۔ اور جو کھیت میں ہو وہ اپنا کپڑا لینے کو پیچھے نہ لوٹے۔ مگر افسوس ان دنوں میں جو حاملہ ہوں۔ اور جو دودھ پلاتی ہوں۔ پس دعا کرو کہ تم کو جاڑوں میں یا سبت کے دن بھاگنا نہ پڑے۔ کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی۔ کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی۔ اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے۔ اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا کیونکہ

(باقی صفحہ [illegible] پر)

195

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ

(از مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر مقیم بیروت (لبنان))

احترام رمضان کے پیش نظر رمضان کے آغاز کا اعلان اسلامی حکومتوں میں توپوں سے کیا جاتا ہے۔ عالم اسلامی میں غیر معمولی اہمیت اس ماہ مبارک کے متعلق دیکھی جاتی ہے۔ فرزندانِ اسلام اپنے قلوب میں عملی تغیر پیدا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اکثر گھرانوں کے صغار و کبار ذکور و اناث حرمت رمضان کو قائم رکھتے ہیں۔ حفاظ اور قراء دنیا کے بڑے بڑے ریڈیو سٹیشنوں سے قرآن مجید کی تلاوت تجوید و ترتیل کے اصولوں پر تقاریر کر کے مسلمانوں کے قلوب میں حرارتِ ایمان پیدا کرتے ہیں۔ علماء قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔ تہجد اور تراویح کی نمازوں میں قرآن کریم پڑھا جاتا ہے۔ ہر مسلم الا ماشاء اللہ کم از کم قرآن مجید کو رمضان مبارک میں ایک مرتبہ تلاوت کر کے ختم کرتا ہے۔ اور کئی خوش قسمت اشخاص ایسے بھی ہیں۔ کہ جو اس کی تلاوت تین مرتبہ سے زائد کرتے ہیں۔ عالم اسلامی میں قرآنی مجالس یا حفاظت قرآن کی انجمنیں قرآن کریم کی لفظی و معنوی خدمت کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

نزول قرآن کو آج تیرہ صدیوں سے زیادہ عرصہ گزرتا ہے۔ حفاظت قرآن کریم کی پیشگوئی خداتعالیٰ نے اپنے تحدی کے اسلوب میں یوں بیان فرمائی ہے:۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون

کہ اے مشرق و مغرب میں آباد لوگو! اس قرآن کا نزول ہم نے ہی کیا ہے۔ اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ مندرجہ بالا قرآنی نثر کا ایک ایک لفظ اپنے اندر قوت۔ طاقت غلبہ۔ یقین اور حتمی وعدہ کے معانی کو جہاں لئے ہوئے ہے۔ وہاں معنوی رنگ میں یہ بھی اشارہ ہے۔ کہ قرآن کریم ہرگز ہرگز دنیا سے نہیں مٹ سکتا۔ حکومتوں اور مخالف اقوام کے منصوبے ھباءً منثورا ہو جائیں گے۔ اور تمام سازشیں ناکام ہوں گی۔ اور ہم ایسی جماعت قائم کریں گے۔ کہ جو اس قرآن کریم کو حفظ کرتی ہوئی ہمیشہ کے لئے اس کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لے گی۔

امت اسلامیہ میں ایسے ایسے عظیم الشان علماء اور مفسرین گذرے ہیں۔ جنہوں نے قرآن مجید کی لفظی و معنوی حفاظت میں قابل قدر اور معتد بہ حصہ لیا ہے۔

امت مسلمہ کے ہر فرزند کو قرآن کریم کا کوئی نہ کوئی حصہ اور سورت زبانی یاد ہے۔ کئی خوش قسمت ایسے اصحاب ہیں۔ جن کو سورہ فاتحہ سے الناس تک قرآن ازبر یاد ہے۔ اور وہ بار بار تلاوت کر کے لذت حاصل کرتے ہیں۔ خطباء، علماء۔ وعاظ اور مذہبی زعماء قرآن کریم سے مسائل مختلفہ کا استنباط کر کے امت اسلامیہ کو جہالت اور غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ عرب ممالک اور اسلامی ممالک میں وکلاء۔ جج اور مجسٹریٹ صاحبان قرآن کریم کی قانونی نصوص سے مجرموں کو مجرم اور بری کو بری قرار دیتے ہیں۔ رہن۔ طلاق۔ نفقہ۔ ورثہ۔ رضاعت۔ نکاح۔ خصانت حقوق یتیم پر مشتمل آیات قرآنیہ ماہرین قانون کو زبانی یاد ہیں۔ فن بلاغت اور نحو کے اساتذہ بعض قرآنی آیات کو بطور مثال کے پیش کرتے ہوئے اپنے شاگردوں کے سامنے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم فن بلاغت کی مثال اعلیٰ ہے۔ علوم عصریہ کے حاملین اپنے اپنے ذوق کے مطابق مختلف اختراعات۔ اکتشافات کا استنباط و استدلال بعض آیات قرآنیہ سے کرتے ہیں۔ اور اپنے دعویٰ کو مضبوط کرتے ہوئے قرآن مجید سے سائنس کی مختلف تھیوریاں پیش کرتے ہیں۔

علم کلام کے اساتذہ و علماء اپنی اپنی تائید میں قرآنی آیات کو بطور استشہاد پیش کرتے ہیں۔ بلکہ علم کلام کی بنیاد ہی قرآن کریم سے ہوئی ہے۔ کیونکہ جب فلسفہ اور مذہب کے امتزاج سے عقول میں نئے طرز استدلال کی بنیاد رکھی گئی۔ تو ہر فریق نے قرآنی آیات کو بطور محور کے پیش نظر رکھا۔

تاریخ قرآن کی ورق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سینکڑوں صحابہ کو زبانی یاد تھا۔ الرسول العربی تو حافظ اعظم تھے ہی کیونکہ جبریل آپ کو قرآن شریف کے حفظ کا دور کرواتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسرے صحابہؓ کو یاد کرواتے۔ کیونکہ ابتداء میں وحی آہستہ آہستہ اترتی تھی۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے ایک مرتبہ بنی عامر اور بنی سلیم کے قبائل کے لیڈر ابو براء کی خواہش پر ستر قراء کو علاقہ نجد بھیجا مگر ان سب کو سوائے ایک قاری کے شہید کر دیا گیا۔

تورات اور انجیل میں تحریف و تبدیلی کرنے کا مسئلہ اور اس کے حوالے ایک احمدی کے نزدیک معمولی مسئلہ ہے۔ علاوہ ازیں آج دنیا میں ہزارہا قرآن کریم کا حافظ پایا جاتا ہے۔ مگر کیا ساری تورات اور ساری انجیل کا کوئی حافظ موجود ہے؟ یہ فضیلت صرف قرآن کریم کو ہی حاصل ہے۔ اللہ اللہ یہ کیسی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جس کا مشاہدہ ۱۳۵۰ برس سے ہو رہا ہے۔ آج سینکڑوں نابینے جو بصارت سے محروم ہیں۔ اور جو چلنے کے لئے دوسروں کی مدد اور سہارے کے محتاج ہیں۔ خداتعالیٰ نے ان کے ذہن و دماغ میں یہ قرآن کریم سارا رکھ دیا ہے۔ [illegible] عالم اسلامی میں آج پائے جاتے ہیں۔ [illegible] اور جیسا کہ علمائے نفس نے تحریر کیا ہے۔ کہ اندھوں اور نابینوں کی قوتِ ذاکرہ اور حفظ دوسرے اشخاص کی نسبت زیادہ تیز اور مضبوط ہوتی ہے۔ الا ماشاء اللہ اس لئے ایسے اصحاب خداتعالیٰ کے کلام کو آسانی سے حفظ کر لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن کریم کی حفاظت کا ایک داخلی سبب ہے۔ اور وہ قرآنی نثر کا آسان فہم اسلوب ہے۔

قرآنی نثر ایسے سہل اور متنوع اسلوب کو لئے ہوئے ہے۔ کہ انسانی دماغ اس کے حفظ کرنے میں کوئی مشکل اور تھکاوٹ محسوس نہیں کرتا۔ اس کے مقاطع میں ایک جھنکار سرور اور لذیذ موسیقی کی آواز ہے۔ جو انسانی ذہن اور قوت ذاکرہ سے کامل مطابقت رکھتی ہے۔ قرآن کریم میں وزن اور سجع بھی موجود ہے۔ لیکن یہ وزن اور سجع تکلف اور بناوٹ سے خالی ہے۔ چنانچہ ابتداء میں قرآن کو شاعرانہ کلام سمجھا گیا۔ اور عربوں نے اس کو شاعری کا مجموعہ کہنا شروع کر دیا۔ مگر خداتعالیٰ نے اس خیال کی اشاعت کے پیش نظر پر زور تردید و تکذیب کی۔ چنانچہ فرمایا۔

وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ
ان ھو الا ذکر و قرآن مبین

یعنی نہ تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم نے شعر و شاعری سکھائی ہے۔ اور نہ ہی اس کے لئے مناسب ہے۔ بلکہ یہ قرآن واضح اسلوب میں ہے۔ اور وہ عزت و شرف کا باعث ہے۔ اور یہ کتاب نصائح پر مشتمل ہے۔

علاوہ ازیں قرآن کریم کا نزول قریش کے طرز بیان کے مطابق ہوا ہے۔ اور بہت ہی کم مفردات قرآن کریم میں ایسے ہیں۔ کہ جو دوسرے قبائل کے ہوں۔ علامہ سیوطیؒ نے ان مفردات کی فہرست بمع اسماء قبائل کے دی ہے۔ کہ جو قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں۔ قریش کا طرز بیان دوسرے قبائل سے زیادہ آسان اور جاذب تھا۔

الغرض آج قرآن کریم کے عشاق کے سینے قرآن کریم کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ہر شہر اور ہر محلہ اور ہر مسجد میں قرآن کریم کی حفاظت ہو رہی ہے۔ اور ایک مسلمان خداتعالیٰ کے الفاظ میں ہی غیر مسلم کو چیلنج کرتا ہوا کہتا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

سر ولیم میور جیسا مورخ چلا اٹھتا ہے۔ اور یہ تحریر کرنے پر مجبور ہے۔

"To compare their pure Texts with the various readings of our scriptures is to compare things between which There is no Analogy"

یعنی عالم اسلامی کی پاک کتاب اور ہماری کتب کے نسخوں کے اختلاف کا مقابلہ کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے دو ایسی چیزوں کا مقابلہ کیا جائے۔ جن میں کوئی بھی باہمی مشابہت نہ ہو۔

بلاشبہ حفاظتِ قرآن فضیلتِ اسلام ہے۔ اور یہ ایک معجزہ عظیم ہے۔ اس جگہ اس امر کا اظہار کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ مندرجہ بالا حتمی وعدہ اور پیشگوئی میں امت محمدیہ کو کہا گیا ہے۔ کہ قرآن کریم کی حفاظت کرنا تو ہمارے ذمہ ہے۔ مگر تم کو بھی اس حفاظت میں بہت عزت اور شرف اسی وقت حاصل ہوگا۔ جب تم قرآنی احکام کو اپنی زندگی میں ڈھالو گے۔ اور اپنے ہر قسم کے ماحول میں قرآنی تعلیم میں کاربند ہو گے۔ اس لئے اس جگہ قرآن کریم کی حفاظت لفظی اور معنوی کا جہاں ذکر ہے۔ وہاں یہ بھی آگاہ کر دیا گیا ہے۔ کہ اس کی عملی حفاظت کرنا مسلمانوں کا فرض ہے۔ اور یہی ہماری عزت و ترقی کا راز ہے۔ عصر حاضرہ کے جلیل القدر امام حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے۔

سٹینو ٹائپسٹ کی ضرورت

محکمہ پولیس میں سٹینو ٹائپسٹ کی اسامیوں کے لئے معرفت دفتر روزگار درخواستیں ۲۷ ۵/۵۴ تک بنام انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب لاہور طلب کی گئی ہیں۔ گریڈ ۷۵-۶-۱۱۵-۷-۱۷۵ روپے۔ سپیشل پے -/۲۰ گرانی و دیگر الاؤنس علاوہ۔ شرائط میٹرک شارٹ ہینڈ سپیڈ ۸۰ اور ٹائپ ۴۰ فی منٹ۔

(سول لاہور ۱۶ ۵/۵۴)

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

احرار کا ماضی بیحد تاریک ہے۔ اور اُن کے دل کی گہرائیوں میں ابھی تک پاکستان سے وفاداری کا فقدان ہے (انور علی)

اس معاملہ میں حکومت کا فرض واضح ہے۔ وہ ایسی ظالمانہ اشتعال انگیزی تک اجازت کب تک دیتی رہیگی؟ (قربان علی)

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا پہلا باب

(گذشتہ سے پیوستہ)

سخت سلوک کا مشورہ

ڈی۔آئی۔جی دسی آئی ڈی نے اس پر حسب ذیل نوٹ نمبری ۲-۲۶۴ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۵۲ء لکھا:-

(۱) "اس کیس کے ساتھ جو کیس منسلک ہے اس پر میں نے کل کاروائی کی تھی۔

(۲) بے شک جو تقریریں ہوئیں وہ سخت اشتعال انگیز اور قابل اعتراض تھیں۔ مرزائیوں کو زندیق قرار دیا گیا۔ اور اس کے علاوہ بھی کئی طرح ان کو استہزاء و مخالفت کا ہدف بنایا گیا۔ وزیر خارجہ بھی اس سے نہ بچ سکے۔ "سر ظفر اللہ مردہ باد" کے نعرے لگائے گئے۔ ڈی۔آئی۔ جی سی آئی ڈی اے ذریعہ ایس سپرنٹنڈنٹ پولیس کو دفعات ۱۰۷ و ۱۵۱ ضابطہ فوجداری کے تحت کاروائی کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ ڈی آئی جی وزیر اعلیٰ پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت وہ کاروائی کرنے کے حق میں نہیں۔ جس کی سفارش ایس۔ پی نے کی ہے۔

(۳) تقریروں کا ریکارڈ شارٹ ہینڈ میں لیا گیا تھا۔ اور پراسیکیوٹنگ انسپکٹر کے نزدیک اس بناء پر قانونی کاروائی نہیں کی جاسکتی۔

(۴) "شعلہ" میں شائع ہونے والا مقالہ قابل اعتراض ہے۔ اس میں احمدیوں پر حملے کئے گئے ہیں۔ بلکہ حکام پر ناجائز تنقید بھی کی گئی ہے۔ اس اخبار کے مدیر عبدالرشید اشک سے سی۔ آئی۔ ڈی آگاہ ہے۔ متعدد دوسرے احراریوں کی طرح وہ بھی کانگرسی ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں انہیں پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند کیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ بھارتی سیاسی لیڈروں سے ملے ہوئے تھے۔

(۵) میری رائے ہے۔ کہ اگر اس ملک کو صحت مندانہ خطوط پر ترقی کرنا ہے۔ تو ان سیاسی عطائیوں اور جنگجو وطن پرستوں سے حد درجہ سختی کا سلوک کرنا چاہیئے۔ جو ملک کے سیاسی ارتقاء کے لئے تو کچھ نہیں کرتے۔ مگر ایک دوسرے کو گالیاں دے کر ہردلعزیزی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ احرار یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ان کی پشت پر مسلم لیگ ہے۔ ورنہ جہاں تک ان کے ماضی کا تعلق ہے۔ وہ بہت تاریک ہے۔ اور وہ اس کے ساتھ وہ سیاسی میدان میں کودنے کی جرأت نہیں کرسکتے تھے۔ وہ کانگرس کے پٹھو تھے اور ان میں سے بعض اب بھی کانگرس ہی کے وفادار ہیں۔ حبیب الرحمن جو ایک نامور احراری ہیں۔ تقسیم کے بعد اس صوبے کو چھوڑ کر بھارت چلے گئے۔ دل کی گہرائیوں میں احرار ابھی تک پاکستان کے وفادار نہیں ہیں۔ وہ ایک مذہبی پلیٹ فارم پر ملک کی خدمت کے لئے کام نہیں کررہے ہیں۔ بلکہ اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے ہی اس بات کی علامتیں ہویدا ہیں۔ کہ احرار کا ایک گروہ شیخ حسام الدین کی راہنمائی میں سیاست میں واپس آنے کا متمنی ہے۔ اور اس کے ارکان ایک جماعت کی تشکیل کے متعلق سوچ رہے ہیں۔

سخت گیری سے کام لینے کا مشورہ

(۶) میں پہلے ہی تجویز کرچکا ہوں۔ کہ ایک گشتی مراسلہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو ہدایت کی جائے۔ کہ وہ سخت گیری سے کام لیں۔ اور اگر انہیں احرار کے کسی جلسے کے انعقاد سے طبقاتی کشیدگی پیدا ہونے کا ذرا سا احتمال بھی ہو تو وہ دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت احکام نافذ کردیں۔ ہم اتنا کام یہ کرسکتے ہیں۔ کہ اس پیتھرے "شعلہ" کے خلاف کاروائی کریں۔ جس ڈھٹائی سے ان بُرے حملوں کی تشہیر کی ہے۔ جو وزیر خارجہ پر کئے گئے۔ حکومت کا فرض ہے۔ کہ سر ظفر اللہ خان جب تک عہدہ وزارت پر متمکن ہیں۔ انہیں اس قسم کے بُرے حملوں سے بچائے۔ سر ظفر اللہ خان کو گالی دے کر احرار نے ایک فرد کو گالی نہیں دی۔ بلکہ اس حکومت کو رسوا کیا ہے۔ جس کے وہ رکن بلکہ جزو لاینفک ہیں۔

(۷) احرار بڑے چالاک مقررین ہیں۔ اور قانون سے بچنے کیلئے بڑی احتیاط کرتے ہیں۔ اس معاملے میں دفعہ ۱۵۳-الف تعزیرات پاکستان کے تحت فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے الزام میں ان پر مقدمہ تو نہیں چلایا جاسکتا ہے۔ میرے نزدیک ان کی سرگرمیاں اس نوعیت کی ہیں کہ ان میں سے دو ایک سرکردہ افراد کے خلاف پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت کاروائی بالکل مناسب ہوگی۔

(۸) "احرار کے رویہ پر احتجاج کے لئے احمدیوں کی طرف سے دو تار موصول ہوئے ہیں۔"

دستخط:- ایم انور علی مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۵۲ء

وقت کا انتظار

اس پر مسٹر قربان علی نے یہ نوٹ لکھ کر ہوم سیکرٹری کے پاس بھیجا:-

"احرار ایک مشکل مسئلہ بن رہے ہیں۔ وہ نہ حکومت کے خلاف ہیں۔ نہ براہ راست امن و قانون اور نظم و ضبط کو درہم برہم کرنے کو نکلے ہیں۔ ذاتی طور پر میرا خیال ہے۔ کہ وہ محض اس لئے خاموش ہیں کہ وہ نظم و نسق چلانے والوں کی مخالفت کرکے کچھ زیادہ کامیابی حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے لیکن میرے دل میں اس کا ذرا بھی شک نہیں۔ کہ جونہی وہ کافی لوگوں کو اپنے پیچھے لگانے میں کامیاب ہوگئے۔ وہ سر نکالیں گے۔ اور شورش کا سرچشمہ بننے کے لئے کسی بات سے دریغ نہیں کریں گے۔ احرار بالکل غیر اہم لوگ ہیں۔ ان کا نہ کوئی پیروکار ہے۔ نہ کوئی پروگرام ہے۔ البتہ ان کے عزائم بہت بڑے ہیں۔ اور مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ ان عزائم نے دوسری سیاسی جماعتوں بالخصوص مسلم لیگ کو گُدگُدایا ہے۔ اس لئے وہ اس بات کا انتظار کررہے ہیں۔ کہ کسی روز نہ اپنی خوبی کے باعث نہیں۔ تو دوسروں کی حماقت کے سبب وہ اہمیت حاصل کرلیں۔ کسی ایسے ہی دن کے لئے وہ احمدیوں کے خلاف جذبات کی اس آگ کو مشتعل رکھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ آگ بجھ جائے۔ تو احرار کے پاس لوگوں کو اپنی جماعت کی جانب ملتفت کرنے والی کوئی چیز نہیں رہ جاتی یہ ان کی واحد امید ہے۔ ان کے لئے اسے جاری رکھنا ناگزیر ہے۔ انہیں پاکستان سے کوئی تعلق یا دلچسپی نہیں ہے۔ نہ انہیں اس ملک کے باشندوں میں اتحاد قائم رکھنے کی اہمیت کا احساس ہے۔ اس مسئلہ سے عہدہ برآ ہونے کا فیصلہ کسی وقت کسی اور کو کرنا پڑے گا۔ لیکن اب یقیناً ایک خطرہ بنتا جارہا ہے۔ احرار کو کافی ڈھیل دی جاچکی ہے۔ مجھے بھی ایک مرتبہ حکومت کی جانب سے ان سے گفت و شنید کرنے کا کام سونپا گیا تھا میں نے شیخ حسام الدین سے ملاقات کی۔ اس ملاقات اور اس میں ہونے والے معاہدہ کی تفصیلات کا ریکارڈ ڈائرکٹ سیکرٹریٹ میں ہوگا۔ انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ آئندہ ان کی جماعت احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈا نہیں کرے گی۔ اس کے باوجود انہوں نے ہر ممکن موقع پر ایسا ہی کیا ہے۔ مگر احمدی آخر میمنے یا چوب نرم نہیں ہیں۔ وہ اس وقت جھکے ہوئے ہیں۔ اور انتقامی کاروائی اس لئے نہیں کرتے۔ کہ انہیں قلت تعداد کی وجہ سے اپنی کمزوری کا احساس ہے۔ لیکن ہر شخص کے صبر کی ایک انتہا ہوتی ہے۔ بہرحال اس معاملہ میں حکومت کا فرض واضح ہے۔ وہ اس قسم کی ظالمانہ اشتعال انگیزی کی اجازت کب تک دیتی رہے گی؟ اس وقت احرار کی جانب سے احمدیوں کو قریب قریب سنگسار کردینے والے انداز سے تنگ کیا جارہا ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی کو لازم ہے۔ کہ ہمیں بتائے (الف) سیفٹی ایکٹ کے سوا اور کیا کیا جاسکتا ہے؟ اس کی وضاحت کی جائے (ب) احرار کی مجموعی تعداد کیا ہے؟ (ج) وہ کس حد تک حکومت کی مخالفت یا اس کے احکام کی خلاف ورزی کرنے کو تیار ہوں گے اور احمدیوں کے سوال کو ایک باقاعدہ مسئلہ بنادیا جائے۔ تو عوامی ردعمل کیا ہوگا؟ ان تفصیلات کے بغیر سخت گیرانہ فیصلے نہیں کئے جاسکتے اور کسی قطعی بات کے بغیر ڈپٹی کمشنروں کے نام گشتی مراسلہ بھیجنے سے آج کل کچھ زیادہ حاصل نہیں ہوسکتا۔" (دستخط قربان علی)

احمدیوں کا موقف

ہوم سیکرٹری نے اس پر حسب ذیل نوٹ لکھ کر چیف سیکرٹری کے پاس بھیجا:-

(۱) "احرار احمدی تنازع (اگر اسے یہ نام دیا جاسکتا ہے) خطرناک وسعت اور شدت اختیار کرتا جارہا ہے۔ صوبہ میں یہ شورش برپا کرنے کی ذمہ داری زیادہ تر احرار پر آتی ہے۔ جیسا کہ آئی۔ جی پولیس نے لکھا ہے۔ احمدی کوئی میمنے اور چوب نرم نہیں ہیں۔ لیکن انہوں نے یہ سخت موقف محض اس لئے اختیار کیا ہے۔ کہ وہ کسی طرح جماعتی حیثیت سے خود کو زندہ برقرار رکھ سکیں۔ احرار ان پر جو حملے اور یورشیں کررہے ہیں۔ اگر وہ انہیں خاموشی سے برداشت کرلیں۔ تو وہ جماعتی حیثیت سے پل بھر میں ختم ہوجائیں گے۔ مزید برآں ان کا پھیلاؤ محض دائرہ مذہب تک محدود ہے۔ اگر وہ دوسرے

احرار کا فتنہ کالم ان مذہبی جنونیوں پر مشتمل ہے جو مذہبی نزاعوں کو برقرار رکھنا خوبی تصور کرتے ہیں

... ارکان کو اپنی عبادات وغیرہ میں شریک نہیں کرتے۔ یا خود غیر احمدی مسلمانوں کی عبادات و رسوم میں شریک ہونے سے پوری طرح احتراز کرتے ہیں۔ تو یہ بالکل ان کا ذاتی معاملہ ہے۔ تاہم اس بات کا خیال رکھنا حکومت کا فرض ہے کہ یہ نزاع جو مذہبی بنیادوں پر قائم ہے۔ ملک کے امن اور نظم و ضبط کے لئے خطرہ نہ بن جائے۔

(۲) مجھے انسپکٹر جنرل پولیس سے اس بارے میں اتفاق ہے کہ اس وقت جس پالیسی پر عمل ہو رہا ہے۔ اور جس کی تشکیل حال ہی میں ہوئی تھی۔ (دیکھئے چیف سیکرٹری کا گشتی مراسلہ نمبر ۲۵/۱۲۰-۷-HG-۵۰۵ مورخہ ۳ر نومبر ۱۹۵۱ء) اس پر نظر ثانی کے قابل ہونے کے لئے اس مسل کی نوٹنگ میں جو کچھ مندرج ہے۔ اس سے بہت زیادہ ٹھوس باتوں کی ضرورت ہے۔

(۳) چیف سیکرٹری از راہ کرم اسی مرحلہ پر اس کو ملاحظہ فرمالیں۔ میرا خیال ہے۔ جب اس بارے میں سنجاویز کوئی زیادہ ٹھوس صورت اختیار کریں تو اس کیس کو عزت مآب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں بھیجدیا جائے۔

(دستخط غیاث الدین مورخہ ۸ر اپریل ۱۹۵۲ء)

چیف سیکرٹری کے پاس یہ مسل پہنچی۔ تو انہوں نے فقط یہ لکھا:۔

"مجھے اس سے اتفاق ہے۔"

(دستخط ایچ۔ اے مجید مورخہ ۹ر اپریل ۱۹۵۲ء)

احرار کی تنظیم!

مسٹر قربان علی خان کے استفسار کا جواب دینے کے لئے ۳ر مئی ۱۹۵۲ء کو اس کیس کا جائزہ مسٹر محمد خدا بخش ایس۔ پی (ڈی۔ آئی۔ جی) سی۔ آئی۔ ڈی پنجاب نے لیا۔ جنہوں نے احرار کی سرگرمیوں کے بارے میں ذیل کا مفصل نوٹ قلم بند کیا۔

(۱) احرار نے پنجاب کے مسلمان عوام میں وہ اثر تقریباً دوبارہ حاصل کر لیا ہے۔ جو قیام پاکستان کی مخالفت کے باعث وہ کھو بیٹھے تھے۔ یہ بازیابی اس طرح ممکن ہو گئی۔ کہ ایک طرف انہوں نے سیاسی طور پر خود کو مسلم لیگ کا ہم نوا بنا لیا۔ اور دوسری طرف ایک وسیع اینٹی احمدیت مہم شروع کر دی۔ پہلی بات سے انہیں اس عوامی تنظیم کی تائید و حمایت حاصل ہو گئی۔ جو برسر اقتدار ہے۔ اور دوسری

سے انہیں عامۃ المسلمین کی خوشنودی حاصل ہو گئی جو اسلام میں نئی نبوت کے عقائد کی وجہ سے ہمیشہ مخلوط ہوتے رہے ہیں۔

(۲) مجلس احرار کی جو شاخیں اس کے بعد صوبے میں کھولی گئی ہیں۔ اور جو اپنے مرکز کو سالانہ چندہ دیتی ہیں۔ ان کی فہرست منسلک کی جاتی ہے۔ ان کے جو باوردی رضاکار اب تک رجسٹر ہوئے ہیں ان کی تعداد ایک ہزار چونسٹھ بیان کی جاتی ہے لیکن ان کا "پانچواں کالم" ان مولویوں پیش اماموں اور مذہبی جنونیوں پر مشتمل ہے۔ جو اپنے انفرادی کوششوں اور ممبروں سے مذہبی نزاعوں کو برقرار رکھنا خوبی تصور کئے بیٹھے ہیں۔ ملک کے کسی نہ کسی حصہ میں ان لوگوں کی جانب سے احرار لیڈروں کو ہمیشہ مدعو کیا جاتا ہے۔ اور ان کی خاطر مدارت ہوتی رہتی ہے۔ احمدیوں کے خلاف ان کی پیشہ وارانہ تقریریں جس قدر زیادہ زہریلی ہوتی ہیں اتنا ہی

زیادہ چندہ فراہم ہوتا ہے۔ مجلس کی مالی حیثیت مستحکم ہو گئی ہے۔ اور اسے امیر سرپرست مل گئے ہیں۔ ان امیروں میں سے زیادہ سخی اور فراخ دل اصحاب یہ ہیں:۔

(۱) نواب زادہ نصر اللہ خان ایم۔ ایل۔ اے خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ (۲) حاجی دین محمد بادامی باغ لاہور (۳) میاں قمر الدین رئیس اچھرہ لاہور (۴) رانا علم صابر ایم۔ ایل۔ اے۔ اوکاڑہ

سرپرست احرار کا لائل پور۔ سیالکوٹ۔ سرگودھا۔ راولپنڈی۔ گوجرانوالہ۔ منٹگمری۔ ملتان۔ مظفر گڑھ کے اضلاع اور اوکاڑہ، چنیوٹ اور گوجر خان کی تحصیلوں میں بہت زیادہ اثر ہے۔

خطرے کے مقابلہ کی تدبیر

(۳) جہاں تک اس فرقہ وارانہ خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے موثر تدابیر کا تعلق ہے۔ میری رائے حسب ذیل ہے:۔

ا۔ مسلم لیگ کو اس تحریک سے کامل بے تعلقی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ نہ صرف اس کے ایم۔ ایل۔ اے اور عہدیدار احرار کے جلسوں کی صدارت نہ کریں۔ بلکہ اپنے لیڈروں سے عوام پر واضح کر دیں۔ کہ وہ احرار کی کسی طرح بھی مدد نہیں کرنا چاہتے۔ بدقسمتی سے عامۃ المسلمین کا ذہنی رجحان اب تک احمدیوں کے خلاف رہا ہے۔ اور لیگی کارکنوں کو بھی عوام پر اپنا اثر قائم رکھنے کے لئے عوام کے ان جذبات

سمندری میں احرار کارکنوں کی قیادت میں ایک ہجوم نے احمدیوں کی مسجد کو جلا ڈالا

کا کھلے بندوں اعتراف کرنا پڑتا ہے کہا جاتا ہے کہ مسلم لیگ کے ٹکٹ کے باوجود اسمبلی کے انتخابات میں کسی احمدی کا کامیاب نہ ہونا بھی عوام پر احرار مقرروں کے اثر و رسوخ کا نتیجہ تھا۔

ب :۔ احرار کانفرنس خواہ وہ دفاع ہی کے نام پر کیوں نہ منعقد ہوں ۔۔۔ کے تحت ممنوع قرار دی جائیں۔

ج :۔ یہ انتظام کیا جائے کہ عوامی مقامات جلسوں کے لئے احرار کو نہ دیئے جائیں۔ یہ انتظام اس علاقے کے بااثر مسلم لیگی ارکان کے ذریعے سے ہو تو بہتر ہے۔

د :۔ احرار کے زیادہ پر شور مقرروں مثلاً عطاء اللہ شاہ بخاری، سردی محمد علی جالندھری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور صاحبزادہ فیض الحسن کو نوٹس دیدیا جائے کہ احمدیت کے خلاف تقریریں کرتے وقت وہ اس نزاع کے محض مذہبی حدود میں رہیں اور کوئی ایسی بات زبان پر نہ لائیں۔ جس سے اس فرقہ کے خلاف پاکستان کے دوسرے شہریوں کے دلوں میں نفرت اور عدم الوطنی کے جذبات ابھر سکیں۔ مصیبت یہ ہے کہ اگر کوئی فرد یا جماعت ایسی سرگرمیوں میں مصروف ہوتی ہے جن میں ریاست کے تحفظ کے لئے خطرہ مضمر ہو تو

تو یہ معاملہ بنیادی طور پر اس امر کا مقتضی ہے کہ قانونی کارروائی کے لئے حکام کے پاس رپورٹ کی جائے یہ کسی طرح بھی جائز نہیں کہ عوام کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے پر اکسایا جائے۔

لا :۔ مقامی مجسٹریٹ ہمیشہ احرار رہنماؤں اور ان کے مقامی مزید... بالخصوص ان مبلغین ... جیش اماموں کے خلاف دفعہ ۱۰۷ کے تحت کارروائی کر کے پابندی عائد کر سکتے ہیں۔ جو انہیں اپنی مساجد میں تقریریں کرنے کے لئے بلائیں۔

ر :۔ میرے خیال میں بدترین معاملات میں پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت کارروائی سے بھی دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ یہ کارروائی ایسے حالات میں کی جا سکتی ہے۔ جہاں گالیاں دی جائیں، عزت مآب وزیر خارجہ کا نقلی جنازہ نکالا جائے۔ حکومت کو بدنام کیا جائے۔ اور قانون کی بار بار خلاف ورزی کی جائے۔ بار بار کی تنبیہات بھی اس بارے میں بے اثر رہی ہیں۔ احرار کو یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ حکام انہیں اب نظر انداز نہیں کریں گے۔ سردست ان کا یہ خیال معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان خواہ وہ اعلیٰ حکام ہوں۔ خواہ معمولی عوام۔ وہ ان کے بنیادی مقصد یعنی تحفظ ختم نبوت سے پوری

ہمدردی رکھتے ہیں۔ وہ کم از کم چار شاہیں ایسی "پیش کر سکتے ہیں۔ جہاں ڈسٹرکٹ اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں نے پارسال ان کے اجلاسوں کی صدارت کی۔"

جن افسروں کو اس کیس پر نوٹ لکھنے کا موقع ملا۔ ان کے نظریات کی روشنی میں یہ سارا معاملہ ۱۹ رمئی کو ہوم سیکرٹری آئی۔ جی پولیس اور ڈی آئی جی (سی آئی۔ ڈی) کی ایک میٹنگ میں زیر غور آیا۔

کارروائی کا مشورہ

میٹنگ کے بعد ڈی۔ آئی۔ جی (سی آئی۔ ڈی) نے ذیل کا نوٹ لکھا جس میں احرار کی تاریخ کا جائزہ لینے کے بعد ان کے خلاف کچھ کارروائی کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔

(۱) "مجلس احرار احمدیوں کو ایذا رسانی کی جس پالیسی کی حمایت کر رہی ہے۔ اس سے امن عامہ کو سخت خطرہ ہے۔ اور حکومت کو وقتاً فوقتاً اس خطرے کی اطلاع دی جاتی رہی ہے۔ حوالہ کی سہولت کے لئے اس ذخیرے کے کوائف درج ذیل ہیں:۔

ا :۔ نوٹ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۵۰ء جس میں احرار کو متنبہ کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ اس نوٹ پر کوئی عمل نہیں ہوا۔

ب :۔ نوٹ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۵۰ء جس میں حکومت کی توجہ ملتان کی ایک کانفرنس میں ہونے والی قابل اعتراض پروپیگنڈے کی طرف مبذول کرائی گئی تھی سابق گورنر نے اس بارے میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور مولوی غلام غوث سرحدی سے گفت و شنید کی تھی۔

ج :۔ نوٹ مورخہ ۲۳ رمئی ۱۹۵۰ء جس میں مشورہ دیا گیا تھا کہ ماسٹر تاج الدین اور دوسرے احرار رہنماؤں کو بلا کر متنبہ کیا جائے۔ حکومت نے تنبیہ کرنے کا کام چیف سیکرٹری کے سپرد کیا۔

د :۔ نوٹ مورخہ ۲۲ رمئی ۱۹۵۰ء جس میں کہا گیا تھا کہ احرار کی پیدا کی ہوئی فضا لازماً احمدیوں کے خلاف تشدد کے آغاز پر منتج ہو گی۔ یہ فساد پسے بھی خطرناک ہے۔ اس خطرے سے نپٹنے کے لئے بعض ٹھوس تجاویز بھی پیش کی گئی تھیں۔ تاہم حکومت نے صرف

رہنماؤں کو متنبہ کرنا کافی سمجھا۔

لا :۔ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۵۲ء جس میں سرگودھا میں احرار کی سرگرمیوں کے سلسلے میں احراری تحریک کے خطرات کا ذکر کیا گیا تھا۔ حکومت زیادہ قطعی تجاویز کی طالب تھی۔

قابل اعتراض واقعات

(۲) "اس کیس کو ٹھیک سمجھنے کے لئے ان قابل اعتراض واقعات کا تذکرہ ضروری ہے۔ جو احرار کی ناعاقبت اندیشانہ اور اشتعال انگیز تقریروں کے نتیجہ میں ہوئے۔ یہ واقعات مختصراً حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ اوکاڑہ۔ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔ احمدی مبلغوں کو راہ چلتے پکڑ لیا گیا۔ اور ان کا منہ کالا کیا گیا۔ احرار مقرروں کی بدولت کشیدگی کی جو فضا پیدا ہوئی اس میں ایک احمدی مدرس مارا گیا۔

۲۔ راولپنڈی۔ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔ جماعت احمدیہ کے خلاف جو منافرت پھیلائی گئی۔ اس کے نتیجہ میں ایک احمدی مارا گیا۔ البتہ اس واقعہ کی فوری وجہ مختلف تھی۔

۳۔ سیالکوٹ۔ جنوری ۱۹۵۱ء۔ احرار نے احمدیوں کے ایک جلسہ کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی۔ پولیس کی آمد نے اتلاف جان سے بچا لیا۔

۴۔ چک جھمرہ۔ فروری ۱۹۵۱ء۔ احراری تشدد کے باعث احرار کارکنوں نے ریلوے سٹیشن پر ایک ایسے شخص کو مار پیٹا۔ جس کا باپ مولوی عصمت اللہ احمدی ہے۔

۵۔ گوجرانوالہ۔ مارچ ۱۹۵۱ء۔ ایک احمدی دکاندار نے مرزا غلام احمد کے خلاف نعرے لگانے سے انکار کیا۔ تو اس پر حملہ کر دیا گیا۔ پولیس نے اس دکاندار کو تشدد سے بچا لیا۔

۶۔ لائلپور۔ اپریل ۱۹۵۱ء۔ غلام نبی جانباز کی دھمکی کے بعد ایک دکاندار پر حملہ کیا گیا۔

۷۔ سمندری۔ مئی ۱۹۵۱ء۔ احرار کارکنوں کی قیادت میں ایک ہجوم نے احمدیوں کی مسجد جلا ڈالی۔

۸۔ لائلپور۔ نومبر ۱۹۵۱ء۔ احرار کارکنوں نے احمدیوں کے ایک جلسہ میں گڑبڑ ڈالی۔ جس میں فریقین کو جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ پولیس کی مداخلت نے مزید شورش کو روکا۔ (باقی)

بقیہ صفحہ ۴

جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہونگے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے۔ پس اگر وہ تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا یا دیکھو وہ کوٹھڑیوں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے۔ ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا جہاں مردار ہے وہاں گدھ جمع ہو جائیں گے۔ اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا۔ اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گریں گے۔ اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔ اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی۔ اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا۔ اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس کنارے سے اس کنارے تک جمع کریں گے۔

(متی $\frac{۲}{۲۴-۳۱}$)

اسی طرح مرقس کی انجیل میں $\frac{۱۳}{۴-۲۷}$ میں بھی قریباً قریباً انہی الفاظ میں انہی امور کو دہرایا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ ابن آدم ان حالات میں آئیگا ان پیشگوئیوں میں بھی جہاں جہاں "ابن آدم" کا ذکر ہے۔ اس سے مراد "مسیح" ہی ہے۔ بیشک حضرت مسیح کا مقصد اس سے صرف اور صرف یہ تھا کہ اس وقت کسی ایسے شخص کا ظہور ہوگا جو میری ہی خصوصیات کا مالک ہوگا۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ عیسائیوں نے یہی خیال کیا کہ نہیں اس کی آمد سے مراد مسیح ہی کی بجسدہ العنصری آمد مراد ہے۔ کسی اور نئے زمینی مسیح کی بشارت نہیں دی گئی۔ چنانچہ پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر اخبار نور افشاں اپنی کتاب "اثبات صلیب" کے صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں۔ کہ

"انجیل مقدس جس یسوع کے دوبارہ آنے کا ذکر کرتی ہے وہ مصلوب مسیح کی اسی شخصیت کے دوبارہ آنے کا ذکر کرتی ہے۔ جو اپنے ثبوت پر اپنے دفن ہونے کے تیسرے دن بعد ہوتا رہے گا۔ جی اٹھنے کے ساتھ آج تک تھا اور ہمیشہ تک رہے گا۔ انجیل مقدس اس کے سوا کسی زمینی زندگی کے نبی یا مسیح کے آنے کا وعدہ نہیں دیتی۔ البتہ جھوٹے نبیوں اور مسیحائی کے جھوٹے دعویداروں کے آنے کی خبر ضرور دیتی ہے۔" (باقی)